بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فجر وعشاء کے اوقات کے حوالہ سے تازہ تجزیہ (نظرِ ثانی شدہ)

....

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم وعلیٰ آله وصحبه اجمعین ومن تبعه الیٰ یوم الدین

اللہ کے پیغمبر ﷺ کا وہ چیلنج جس کا آج بھی توڑ نہیں!!!

(۱) بریلوی مکتب ایک عالم کی اوقاتِ صلوٰۃ پر کاوش اور اس پر ہمارا تجزیہ (تفصیل ذیل میں آرہی ہے)

(۲) کیا نمازوں کے اوقات خصوصاً صبح وشفق (فجر وعشاء) کے لئے شارع علیہ السلام کے طریقہ کے مطابق ان نمازوں کے اوقات کے لئے روشنی کے مشاہدات اصل ہیں یا پھر ان پر دلالت کرنے والی اندازی مفروضہ فلکیاتی پیمائش کی ڈگریاں؟ (تفصیل ذیل میں آرہی ہے)

نحمده ونستعینه ونستغفره ونعوذ باللہ من شرور انفسنا امن سیّآتَ اعمانا من یهدی اللہ فلامضل له وم یضلله فلاهادی له

قارئین کے سامنے اس سے قبل ہماری اردو انگلش گجراتی تحریرات وکتب سے تفصیلاً واضح ہو چکا ہے کہ مفتیانِ کرام نے جہاں شرعاً باطل فلکیاتی حسابات، نیومون تھیوری اور اس کے امکانِ رویت کے قواعد کی شرط کو چاند کی رویت وثبوتِ ہلال کے لئے رد کرتے ہوئے اپنے فتاویٰ میں لکھا کہ ”شرعی گواہی ہی معتبر ہے چاہے اِس ۲۹ ویں کی شام نیومون تھیوری کا امکانِ رویت ہو یا نہ ہو! نیز مسلمانوں کے تجربات اور عالم میں مختلف جگہوں میں بشمول برطانیہ وسعودی عربیہ، ہندوپاک، مصر وغیرہ میں نیومون تھیوری اور اس کیا مکانِ رویت کے برخلاف رویتِ ہلال ہوئیں (کلک کریں اور دیکھیں ہماری ویب سائٹ میں UK Moon Sighting Record اور ہماری اردو/ انگلش کتب)

پس جب شرعاً متعیّن ماہ کی ۲۹ ویں کی شام چاند دیکھ لیا جائے تو اس کی شرعی گواہی معتبر ہے لہٰذا نیومون نہ ہونے یا امکانِ رویت نہ ہونے کو بنیاد بنا کر ۲۹ ویں کی شام تیسویں رات کو چاند کی گواہی اور اسکے ثبوت کو رد نہیں کیا جاسکتا اسی طرح سعودی عربیہ کی رویت وثبوتِ ہلال کو بھی فلکیات کے حساب کی بنیاد پر رد نہیں کیا جاسکتا بلکہ سعودی عربیہ کی رویت وثبوتِ ہلال کی حیثیت ان دوسری جگہوں کی ”باطل خبروں کی بہ نسبت بدر جہا افضل ترین وقابلِ عمل ہے کہ جہاں ان حسابات کے ماتحت ہی رویت وثبوتِ ہلال کی رویت وثبوتِ ہلال کافیصلہ کیا جاتا ہے! مثلاً ساؤتھ افریقہ اور مراکش وغیرہ کہ ان ممالک کی خبروں پر ان سے باہر اور برطانیہ کے لوگوں کو عمل کرنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ مفتیانِ کرام چاند کے دیکھنے اور ثابت کرنے کے لئے ان حسابات کو جہاں غیر شرعی کہتے ہیں وہیں ان کی حیثیت کو شرعاً ”غیر دینی حساب وغیر معتبر بھی قرار دیۓ ہیں اور جب ایسے حساب پر ان ممالک میں عمل کیا جاتا ہے جو ان کی ویب سائٹس تفصیلات وبیانات

سے ثابت ہے نیز دوسری جگہ کی خبروں پر عمل کے لئے وہاں کی خبر وثبوتِ ہلال کا ''شرعی'' ہونا بھی ضروری ہے جبکہ ان ممالک کا ثبوتِ ہلال ''شرعی''نہیں تو ان کی غیر شرعی خبروں پر ہرگز عمل کرنا درست نہیں ہے۔ یہ روزے جیسی اہم عبادت کا معاملہ ہے اور اہلِ سنت والجماعت خاص کر برِ صغیر ہندوپاک کے دیوبندی بریلوی بزرگ علماء ومفتیانِ کرام کے فتاویٰ بھی ان حسابات پر مبنی ثبوتِ ہلال کو ناجائز وغیر شرعی قرار دیرہے ہیں (اہلِ سنت والجماعت کیلئے ہماری ویب سائٹ WWW.HIZBULULAMA.ORG.UK میں فتاویٰ ذیل کی کتب (از مولوی یعقوب مفتاحی) میں دیکھو:

(۱) شرعی ثبوتِ ہلال تاریخِ فلکیات وجدید تحقیق (۲) شرعی ثبوتِ ہلال وفلکیات (پانچ حصہ)

(دونوں؛ بشمول بریلوی مکتب ثبوتِ ہلال ونماز اوقات فتاویٰ مع اعلیٰ حضرت فاضل بریلی واعلیٰ حضرت فاضل دیوبند)

(۳) The Shari'ah Moon Sighting, Salat Times & Astronomical facts (3Chapters)

(۴) Hilal Judgment on Moon sighting according to Sharia`h

(Both;Includs Hilal & Salat Times Fatawa by Bareli Scholer`s togather Aae`la Hazrat Fazil Bareli & Aae`la Hazrat Fazil Deoband)

ثبوتِ ہلال کے علاوہ نماز اوقات کے حوالہ سے قارئین کو معلوم ہی ہے کہ سال بھر کے ہمارے مشاہدات کے مطابق ثابت ہوا تھا کہ فجر وعشاء کے ڈگری والے اوقات غلط ہیں۔ ساتھ ہی مون سائٹنگ ڈاٹ کوم والے ڈاکٹر خالد شوکت صاحب کی دس سالہ تحقیق و رِسرچ بھی اسی نتیجہ پر پہونچی ہے کہ ان نمازوں کے لئے کوئی ڈگری (۱۵، ۱۸ وغیرہ) خاص نہیں کی جاسکتی ہے کیونکہ دنیا بھر کے مشاہدات اس بات پر شاہد ہیں (اوقاتِ صلوٰۃ پر www.moonsighting.com کے ہوم پیج پر کلک کرو، نیز ہماری کتاب Fajar & Isha and Twilight بھی دیکھو)۔

یہ بات اپنی جگہ جہاں حقیقت ومشاہَد ہے وہیں ساتھ ہی ایک اور بات بھی مدِ نظر رہے کہ جب ہم برطانیہ اور اس کے قرب وجوار کے جن ممالک کے حوالہ سے بات کرتے ہیں وہ مفروضہ خطِ استواء سے جانبِ شمال کے وعلاقے ہیں جو زبردست غیر معتدل موسمی حالات کے علاقے ہیں جیسے کہ یہ کسی پر مخفی نہیں اور جس کا نظارہ یہاں مقیم حضرات وخواتین ہر سال ہر موسم میں کرتے رہتے ہیں جبکہ یہ حالات خطِ استواء اور اس کے جانبین کے قریبی علاقوں خصوصاً برِ صغیر ہندوپاک وغیرہ میں نہیں پائے جاتے اور وہاں کے دن رات وموسم سال بھر معتدل رہتے ہیں۔ خطِ استواء سے قریب وبعید دونوں مقام کے ان حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ جاننا وسمجھنا مشکل نہیں کہ ''وہاں اور یہاں کے تجربات کے نتائج یکساں ہوں! بلکہ یہ قطعی مختلف اور مشاہد ہے،

یہی وجہ ہے کہ یہاں کے ہمارے تجربات ومشاہدات کے نتائج کو خود برِ صغیر ہندوپاک کے مفتیانِ کرام نے نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ہمیں اسی کے مطابق عمل کے لئے بھی فرمایا، مثلاً ہم نے جب یہاں کے مشاہدہ کے مدِ نظر مفتیان کرام کو اپنے سوال میں (امداد الاحکام ج ا ص ۴۰۶ سے حضرت مفتی ظفر احمد تھانویؒ کے ۷۰ سال پہلے کے ایک برطانوی سائل کے مشاہدہ نہ کرسکنے پر سوال پر آپ کا جواب کہ ''غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد عشاء پڑھ لیں'') کو نقل کرکے لکھا کہ مشاہدہ کا نتیجہ یہاں اس کے خلاف ہے تو کیا کیا جائے تو ہر ایک نے بہرصورت اسی قول پر عمل کے بجائے ہمارے مشاہدہ پر ہی عمل کے لئے لکھا۔ یہاں دو مثالیں ملاحظہ ہوں ؛ (پہلی مثال) مثلاً مفتی اسمٰعیل بھرکوڈروی، دار الافتاء دار العلوم بھروچ کی ہے جنہوں نے ہمیں اپنے جواب میں فرمایا کہ ''کسی بھی مفتی کا فتویٰ یا کسی بھی فقیہ کا قول جب شریعت کے اصول کے خلاف ہو تو قابلِ عمل نہیں رہتا ہے بلکہ واجب الترک ہے، اگر صاحبِ فتویٰ حیات ہوتے تو خود رجوع فرماتے بلکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مشاہدات سے جو چیز، قول، فتویٰ، غلط ثابت ہو اس کو چھوڑ دینا چاہیئے اھ۔ (دوسری

مثال) نیز حضرت مفتی اسمٰعیل صاحب واڈیؒ، دارالافتاء جامعہ حسینیہ راندیر نے بھی اِسی کے مثل فرمایا کہ ’’جن دو جلیل القدر بزرگوں (مفتی ظفر احمد تھانوی و مفتی یحیٰی صاحبؒ مظاہر العلوم سہارنپور والوں) کا تذکرہ (ایک گھنٹہ کے وقفہ پر) عشاء پڑھنے کے بارے میں کیا گیا ہے تو یہ حضرات تو ہندوستان کے ہیں اور یہ مسئلہ یو کے کا ہے، نیز مشاہدات اس (ایک گھنٹہ کے وقفہ) کے خلاف ہے تو (یہ فتوے اور یہ وقفہ) قابلِ عمل نہیں رہے گا۔ اھ (دیکھو برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت از: مولوی یعقوب احمد مفتاحی۔ صفحہ ۶۱/۶۲)

نوٹ؛ یاد رہے کہ ہم نے مذکور کتاب ’’برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت‘‘ میں جتنے بھی فتاویٰ نقل کئے ہیں ان کی عبارات بعینہ ان مفتی حضرات کی اپنی ہی عبارت ہے سواء بریکیٹ کے جس کی طرف ہم نے اِسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰ پر نوٹ نمبر ۲ میں بھی یہ بات قارئین کو بتائی ہے تا کہ نہ تو کسی کو کوئی مغالطہ ہو اور نہ ہی کوئی دوسروں کو مغالطہ دے سکے! یہ تو دیو بند مکتب کے مفتیان کے حوالوں سے بات ہوئی اب بریلوی مکتب مفتیانِ کرام کو بھی دیکھیں! ہم نے انہیں سوال کیا تو سب نے مشاہدہ کو ڈگری اوقات پر ترجیح دی اور ان کے فتاویٰ ابھی دیو بند مکتب مفتیانِ کرام کے اقوال سے مختلف نہیں ہیں، مثلاً (تیسری مثال) دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات کے **مفتی محمد شبیر احمد صاحب** نے جواباً فرمایا؛ **احادیث مبارکہ میں جو علامتیں بتلائی گئی ہیں اس کو اولیت حاصل ہے** (نہ کہ رصدگاہوں کے حسابات کو) اس لئے **مشاہدہ کو رصدگاہی حسابات پرفوقیت ہوگی**) ہو اعلم۔ ب (مشاہدہ والے) شرعی طریقہ پر عمل کیا جائے گا ھو اعلم.

(ھ) نیز فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خانصاحب (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ اص ۶۱۷ تا ۶۲۴) میں فرماتے ہیں ’’**رویت ومشاہدہ اِن سب کے ادراک کا سببِ کافی ہے اور یہی اس شریعتِ عامہ تامہ شاملہ کاملہ کے لائقِ شان تھا کہ تمام جہان کے لئے اُتری اور اُن میں اکثر وہ ہیں کہ دقائق محاسبات ہیئات وزیج کی تکلیف انھیں نہیں دی جاسکتی** ،انـا امة امية لانكتب و لانحسب (ابی داؤد)۔۔۔ پھر آگے چلکر فرمایا’’**صبحِ کاذب کے وقت انحطاطِ شمس میں** (**اھلِ فن**) **مختلف ہوئے ،کسی نے سترہ درجہ کہا کسی نے اٹھارہ، کسی نے انیس بتائے۔ اور مشہور اٹھارہ ہے ،اور اسی پر شرح چغمنی نے مشی کی ،اور صبح صادق کے لئے بعض نے پندرہ درجہ بتائے ہیں** اسے علامہ برجندی نے حاشیہ چغمنی میں بلفظ قـد قیـل نقل کیا اور مقرر رکھا اور اسی نے علامہ خلیل کاملی کو دھوکہ دیا کہ دونوں صبحوں میں صرف تین درجہ کا فاصلہ بتایا جسے رد المحتار میں نقل کیا اور معتمد رکھا، حالانکہ **یہ سب ’’ھوسات‘‘ بے معنیٰ ہیں ،شرع مطہرنے اس باب میں کچھ ارشاد فرمایاھی نہیں اس نے توصبح کی صورتیں تعلیم فرمائی ہیں کہ صبح کاذب شرقاًغرباً مستطیل ہوتی ہے اور صبح صادق جنوباً شمالاً مستطیر** ،اور ہم اوپر کہہ آئے کہ ’’**مقدارِ انحطاط جاننے کی طرف کسی برھانِ عقلی کو راہ نہیں**، ’’**صرف مدار رویت**‘‘ (مشاہدہ) **پرھے اور ’’رویت شاھد عدل‘‘ ھے کہ** صبح کاذب کے وقت ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ درجے اور صبح صادق کے وقت ۱۵ درجے انحطاط ہونا **اور’’ صادق وکاذب میں صرف تین درجے کاتفاوت ھونا ’’سب محض باطل ھے** ...(**آگے ڈگریوں پر مشاھدہ کی فوقیت کو وزن دار الفاظ میں بیان کرتے ہوئے خلاصۃً لکھتے**

ھیں) ''تمام بیان سے تین باتیں واضح ہوئیں:(۱) **اصل مدار، رؤیت ھے**---- شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **اسباب میں کوئی ضابطہ وحساب ارشاد نہ فرمایا**، نہ عقل صرف مقدارِ انحطاطِ صبح بتاسکتی تھی(۲) **ھاں رؤیت نے وہ تجاربِ صحیحہ دِئیے** جن سے قاعدہ کلیہ ہاتھ آیا اور بے دیکھے وقت بتانا ممکن ہوا۔(۳) **ازانجا کہ یہاں جوقاعدہ ہوگا رؤیت ھی سے مستفاد ھوگا** کہ شرع وعقل دونوں ساکت ہیں **تولاجرم جوقاعدہ**، **رؤیت یااس کے دِئیے ھوئے قوانین کی مخالفت کرے**، **خود باطل ھونا لازم کہ فرع جب تکذیبِ اصل کرے توفرع باقرارِ خود کاذب ھے کہ اس پر مبتنیٰ تھا**، **جب مبنیٰ باطل یہ خود باطل**--اھ

مذکورہ چاروں حوالوں سے معلوم ہوا کہ مفتی صاحبان نے یہاں کے مشاہدہ پر ہند کے مشاہدہ کوفوقیت دی! توغورفرمائیں کہ ''جب یہاں کے لئے وہاں کے مشاہدہ کی کوئی حیثیت نہیں حالانکہ مفتی ظفراحمد کے جوفتویٰ ہیں ان کی عظمتِ شان یقیناً کئی گنا زیادہ ہونے کے ساتھ اس فتوے کی حیثیت کا اندازہ اِس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے فتاویٰ مجددِ زمانہ حضرت تھانویؒ کی نظرِ ثانی سے گزرکرہی آگے جاتے تھے تو سوچیں کہ ڈگریاں چاہے وہ ۱۵ ہو یا ۱۸ یا اور کم وبیش! یہ توان نمازوں کے اوقات کے لئے مشاہدہ سے حاصل شدہ وقت ونتیجہ کی نسبت سے ''اندازی وتقریبی'' حیثیت کی ہی حامل ہے اور یہی شرعی حکم ہے یہی وجہ ہے کہ اسی کے مدِنظر مفتی حضرات مشاہدات کوڈگریوں پرفوقیت دیتے ہیں اور مشاہدات ہی پر ڈگریوں کی صحت وعدمِ صحت کومنحصر کرتے ہیں توجب حال یہ ہے تو ہمارے مشاہدات سے اِن ڈگریوں کا بطلان تو بدرجہ اولیٰ شرعاً ثابت ہوچکا۔اس لئے ہمیں برِصغیر ہند کے معمولاتو مشاہدات چاہے وہ علمائے دیوبند کی طرف سے ہو یا بریلوی وغیرہ علماء کی طرف سے ہو!انہیں ایک طرف رکھتے ہوئے ''محض شرعی اصول ونصوص'' پر ہی ہرمسئلہ میں ماموروعمول بہا ہونا چاہیئے جیسے کہ خود اکابرینِ دیوبندوبریلی بھی ہمیں اسی کی تعلیم وفتویٰ بھی دیتے ہیں۔

اوقاتِ صلوٰۃ کے حوالہ سے مزید توضیح:

پاکستان جوکہ جغرافیائی طورپرخطِ استواء سے قریب کے ممالک میں سے ہے جہاں سال بھر کے ایام کی موسمی حالات معتدل ہیں۔حضرت مفتی محمدشفیع ومفتی رشیداحمدلُدھیانوی صاحبان رحمہم اللہ اور پروفیسرعبد اللطیف وغیرہ نے چندمشاہدے بھی کئے جن میں آپس میں موافقت کے بجائے مخالفت ثابت ہوئی جس کا تجزیہ ''پندرہ ڈگری پرصبح صادق وشفق اور ۱۸ ڈگری پرصبح کاذب یااس کے برعکس ہونا سامنے آیا۔مخالفت وموافقت پرتفصیل ہماری کتاب ''برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' (از؛ی مفتاحی) میں دیکھیں--

(۲) جب ہم یورپ وبرطانیہ جوکہ خطِ استواء سے کافی دورجانبِ شمال کے ۵۰ ڈگری سے اوپرشمالی عرض البلد کے علاقوں کی بات کرتے ہیں تو یہاں جغرافیائی طورپر موسم کے حالات حددرجہ غیرمعتدل ہیں (اس لئے پاکستان، ہندوستان یا معتدل علاقوں کے مشاہدات (جوخیر سے چنداورٹیسٹنگ بنیاد کے حامل ہیں ان) پر یہاں قیاس نہیں کیا جاسکتا اور مفتی حضرات کے ساتھ ساتھ ماہرینِ فلکیات بھی یہی بات کہتے ہیں۔(جبکہ ماہرینِ فلکیات تواس بات کا انکارکررہے ہیں کہ ۱۸ درجات پر دکھائی دینے والی آسٹرونومیکل ٹوائی

لائٹ ``Astronomicale Twilight`` روشنی صرف ۱۸ درجہ پر ہی دیکھی جاسکتی ہے ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ تو موسم کے حالات سے اثر پذیر ہوکر ۱۲ ڈگری سے لیکر مع ۱۸ ڈگر تک کے درمیان کے کسی بھی وقت میں دیکھی جاسکتی ہے)دیکھو Prayer Time کے بٹن میں ''New derectory for Salat timing'' والا مضمون نیز Fajar & Esha and Twilight ۔

(۳) پاکستان کے لئے پروفیسر شبیر احمد کاکاخیل کی بات (کہ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ صبح صادق کے لئے ۱۵ درجات پر ''زور نہ دینے'' پر متفق ہوئے تھے!،) کی تائید ہمیں کسی اور ذریعہ سے یا آپؒ کے فتاویٰ سے بھی معلوم نہیں ہوئی! (**البتّــــہ** مولانا شوکت علی صوابی حفظہ اللہ کے جو مضامین وکتب بنام ''Fajar and Isha times do note follow 18 Degree in Pkistan too'' ہماری ویب سائٹ پر ہیں اس پر کلک کرتے ہوئے ``More`` کے بٹ پر کلِک کریں تو ایک مضمون ''**سحری لمبی روزہ چھوٹا عشاء پہلے**'' ہے اسے پڑھیں اس کے تیسرے صفحہ پر مذکورہ جھوٹ کا جواب موجود ہے) پھر یاد رہے کہ ۱۵ وغیرہ درجات پر اوقات کی بحث کا تعلق برِ صغیر ومعتدل علاقہ جات سے تو ہوسکتا ہے مگر یورپ وبرطانیہ کے حالات برِ صغیر کے مقابلہ میں قطعی طور پر مختلف ہیں اس لئے ان ڈگریوں کی بحث شمالی قطب کے قریب کے علاقوں اور برطانیہ کے لئے 'غیر مفید بحث' ہے)

(۴) درجات زیرِ افق خاص کر ۱۵/ ۱۸ کے حوالہ سے عشاء وفجرین کی ابتداء پر بہت سے حضرات کی طرف سے آج تک بہت کچھ لکھا گیا ہے مگر نہ صرف ہمارے اور عالم میں مختلف مشاہدات سے بلکہ ماہرین کی طرف سے بھی یہ بات پایہ تکمیل کو پہونچ چکی ہے کہ ''آسٹرونومیکل ٹوائلائٹ کہ جسے ۱۸ زیرِ افق کی روشنی کہا جاتا ہے یہ صبح صادق کی روشنی کی ''شرعی تعریف'' پر صادق نہیں آتی (دیکھیں ہماری کتاب Fajar & Esha and Twilight میں ماہرین کی آراء)

(۵) مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کے حوالہ سے یہ بات کہ ''آپ جب برطانیہ آتے ہیں تو مغرب کے ساتھ ہی عشاء (جمع بین الصلوٰتین کرتے ہوئے) عشاء بھی فوراً پڑھ لیتے ہیں! تو اصل حقیقت کا ہمیں پتہ نہیں مگر اسے اس پر محمول کرلینا کہ آپ کا یہ عمل اس لئے ہے کہ ''عشاء کا وقت معدوم ہونے پر آپ ایسا کرتے ہیں! تو یہ ایک خیالی بات ہے قطعی نہیں کہ واقعی مفتی تقی صاحب ''جمع بین الصلوٰتین'' کرتے ہیں! اگر بالفرض مان بھی لیں کہ آپ یقیناً ''جمع بین الصلوٰتین'' ہی کرتے ہیں' تو یہ احتمال بھی تو ہے کہ ''وقت کی معدومیت کے مفروضہ کے بجائے'' آپ ''مسافرت میں جمع بین الصلوٰتین کے مسئلہ پر عمل کر رہے ہوں جیسے مولانا علی میاں ندویؒ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ سفر میں جمع بین الصلوٰتین کیا کرتے تھے۔

(الف) یہاں ایک اہم واقعہ کو بھی مدِ نظر رکھا جائے:

آج سے تقریباً پانچ سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے ایک دن باٹلے کے ایک عالم کا مجھ پر لندن فون آیا کہ ''یہاں حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب ودیگر علماء موجود ہیں۔ حضرت آپ سے فجر وعشاء کے اوقات کے مشاہدات کے سلسلہ میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے موصوف سے عرض کیا کہ آپ کے پاس میری اردو کتاب'' برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' ہوتو اس میں ضرورت کی خاص خاص

جگہوں میں نشاندہی کرلیں اور پھر اسے حضرت کو پڑھنے کے لئے دیدیں تو مفید ہوگا! اس پر موصوف نے فرمایا کہ آپ کی یہ کتاب ایک ماہ پہلے ہی ہم نے حضرت کو کراچی بھیج دی تھی اور اب حضرت آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں! تو میں نے موصوف سے کہا کہ ''فون پر میں بات نہیں کرسکتا''، اس پر ہماری بات پوری ہوگئی۔ کچھ دنوں بعد میں جمعیۃ العلماء برطانیہ کے سرپرست حضرت مولانا عبدالرشید ربّانی صاحب (جو اچانک اس مجلس میں وارد ہوئے تھے ان) سے معلوم ہوا کہ انہیں پتہ چلا کہ حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب باٹلے میں موجود ہیں ، میں ملاقات کے لئے چل دیا۔ معلوم نہ تھا کہ باٹلے کے چند علماء مع مولوی یعقوب قاسمی حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب سے ۱۸ درجات پر عمل کی توثیق کے متعلق بات کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہیں۔ بس میں ڈھونڈھتا ہوا حضرت کے پاس اس جگہ پہونچا تو دیکھا کہ یہاں یہ چند علماء موجود ہیں۔ درمیانِ کلام حضرت نے میری (ربّانی صاحب) رائے سننے کے بعد فرمایا کہ ''میں تب تک کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا جب تک حزب العلماء یوکے کے ذمہ داروں سے مل کر اِس معاملہ میں تحقیق نہ کرلوں''۔ پھر وہاں اس پر آگے اس سلسلہ میں کوئی بات نہ ہوئی۔

(اب آگے کی بات بھی ملاحظہ فرمائیں):

(ب) اس واقعہ کے بعد کی بات ہے کہ مفتی صاحب کے برطانیہ کے ایک سفر میں حضرت کے حکم پر میں اور مولانا موسیٰ کرماڈی صاحب سینٹرل لندن کے الحیات ہوٹل میں اسی موضوع پر آپ سے ملاقات ہوئی۔ میں اپنے ساتھ مذکورہ اپنی دو کتب بھی ساتھ لے گیا تاکہ بضرورت یہ حضرت کے اور ہمارے سامنے ہو۔ کتب دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ میں نے اِسے اول تا آخر پڑھ لیا ہے اس لئے ضرورت نہیں البتہ میں آپ سے دو باتوں کی تفصیل جاننا چاہتا ہوں: (1) ایک تو حزب العلماء یوکے کی ماتحتی میں ہونے والے سال بھر کے مشاہدات کی تفصیل (2) دوسری بات یہ کہ جن ایام میں مشاہدہ میں کامیابی نہ ملی اُن ایام کے اوقات کو کیسے سیٹ کیا گیا؟۔

ہم نے مشاہدات کی پوری تفصیل بیان کی جو ہماری اردو/ انگلش کتابوں میں بھی موجود ہے نیز جن ایام میں موسم کے حالات کی وجہسے مشاہدات نہ ہوسکے تھے ان ایام میں ''اوقاتِ عشاء وفجر'' کی ترتیب وتعیین فقیہ العصر حضرت تھانویؒ کی فقہ کتب امداد الفتاویٰ (جلد اوّل کے صفحہ ۹۸) اور بوادر النوادر (ص ۴۲۹) کے مطابق ان ایام کے جانبین سے بالکل قریبی (اگلے اور پچھلے دو) مشاہدات پر منتج ''فاصلۂ وقت'' کے مطابق دونوں تاریخوں کے درمیانی ایاّم میں صعود وحبوط کے طریقہ پر ''وقتِ فاصلہ'' سے منٹوں سے کمی یا زیادتی کرتے ہوئے کی گئی۔ آدھ گھنٹہ بعد ہمارا موضوع ثبوت ورویتِ ہلال کی طرف مڑ گیا۔۔۔۔ اور بالآخر ہماری یہ ملاقات ڈیڑھ دو گھنٹہ میں ''حلال فائنانس'' پر اختتام پذیر ہوئی (**البتّہ** اس کے بعد سے اب تک حضرت کے کئی بار برطانیہ کے دورے ہوئے مگر مذکورہ مسئلہ پر آپ کی طرف سے کوئی بات وبحث اس سلسلہ میں سامنے نہیں آئی اور نہ ہی ہم سے کوئی رابطہ ہوا، اور اگر کوئی بات ہوئی ہو تو ہمیں معلوم نہیں مگر جہاں تک حالات کا تقاضہ ہے یقیناً اَیسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔

(3) البتہ سال بھر سے بھی زیادہ کا عرصہ ہوا پاکستان کے ایک صاحب کی ایک عجیب تحریر ہمیں کسی نے بھیجی (جو خالد شوکت صاحب کی ویب سائٹ پر اب موجود ہے) جس میں ۱۸ درجات زیرِ افق کے حوالہ سے عشاء وفجر کے اوقات کے بجائے ''مفتی تقی صاحب اور دارالعلوم کراچی میں یہ نمازیں ۱۵ زیرِ افق کے مطابق پڑھے جانے کا بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ''مگر معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ یہ حضرات

خود ۱۵ پرعمل کررہے ہیں مگر لوگوں کو اس طرح ۱۵ ڈگری پرعمل کے لئے کھل کرنہیں بتلاتے کہ یہی صحیح ہے اور یہ کہ ۱۸ ڈگری والا پرانہ ٹائم غلط ہے تاکہ لوگ بھی اس پرعمل ترک کرکے اپنی نمازیں ۱۵ والے صحیح وقت پر پڑھیں!

(۶) جہاں تک حزب العلماء یوکے کی ماتحتی میں مشاہدات کا تعلق ہے کہنے والوں نے تو اوّلاً یہاں تک تہمت لگائی وجھوٹ پھیلایا کہ یہ مشاہدے کئے ہی نہیں گئے بلکہ مشاہدات کے نام پر یہ ایک ''خیالی خاکہ'' ہے! جسے مفتی رشید احمد لُدھیانویؒ کی طرف سے ان اوقات پر بیانات وتفصیل کے ضمن میں اس کے مطابق ''گھڑ لیا گیا ہے'' (لاحول ولاقوۃ الاّ باللہ العلی العظیم)۔ اگر چہ بعد میں حقائق کے سرچڑنے پر جب جھوٹ وافواہوں کی کوئی حیثیت نہ رہی تو جہاں انہیں تسلیم کیا گیا وہیں ان میں تجاہلِ عارفانہ سے قسم قسم کی خامیاں نکالنے کا ایک اور مشن جاری کیا جو آج بھی جاری ہے جس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں (اس سلسلہ میں جہاں ہماری کتاب ''برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' صحیح رہنمائی کے لئے مواجود ہے وہیں مولانا شوکت علی صوابی صاحب حفظہ اللہ کا ''**تبصرہ**'' بھی ہماری ویب سائٹ پر موجود ہے۔ سچ اور حقیقت یہی ہے کہ حزب العلماء یوکے کے یہ مشاہدات کھلے ذہن سے کئے گئے حتیٰ کہ کسی بھی ڈگری کی توثیق، تردید یا موازنہ کرنے کا خیال وتصوّر تک بھی سامنے نہ رکھا گیا جیسے کہ خاص کر پاکستان میں ہمارے بزرگانِ دین کے ''چند ٹیسٹنگ مشاہدات'' اسی نکتہ پر کئے گئے تھے۔ ہماری طرف سے ایک خاص اہتمام یہ رکھا گیا تھا کہ مرتّب شدہ پچھلے مروّجہ اوقات کو مدِّ نظر رکھ کر ان اوقات سے کافی پہلے ہم جائے مشاہدہ پر پہونچتے رہے۔ لوگ ہمیں پوچھتے بھی رہتے کہ کونسی ڈگری پر یہ مشاہدات فِٹ ہورہے ہیں، ہوئے؟ تو ہم چونکہ ڈگریوں کے انطباق سے حقیقۃً انجان تھے یہی جواب دیتے رہے کہ ہمیں نہیں معلوم!

البتہ ہمارے مشاہدات پورے ہونے اور علماء کے اجلاس میں فیصلہ ہوجانے کے کافی عرصہ بعد ایک صاحب نے ہمیں خود ہی بتلایا نیز ڈاکٹر خالد شوکت صاحب نے بھی اپنے تجزیہ میں یہ بات لکھی جس سے معلوم ہوا کہ ''یہ مشاہدات کوئی خاص ڈگری پر منحصر ہونے کیبجائے ''ساڑھے بارہ درجات زیرِ افق سے لیکر ساڑے ۱۶ زیرِ افق کے درمیان مختلف ایام میں مختلف نتائج ودرجات کے حامل ہیں''۔

آج بھی ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ یہ کتنے درجات پر ہے؟ اس لئے کہ دین میں اِن درجات کی اِثباتاً نفیاً اور تائیداً کوئی ''شرعی حیثیت نہیں'' یہ تقریبی واندازی حسابات ہیں جنہیں پچھلی صدیوں میں اہلِ فن کی طرف سے جو کچھ کہا گیا، فقہاء نے بھی نقل کیا اور نقل در نقل ہوتے ہوتے آج ہمارے سامنے ہے، ہم نے بھی انہیں عمومی معلومات ومقابلتی تناظر میں پیش کردیا اور مستقبل میں بھی ایسا چلتا رہے گا البتہ اسطرح کتابوں میں ذکر ہوتے ہوئے ان ڈگریوں کے بیان ہونے سے ان کی حیثیت ''مستقلاً شرعی ونصی'' کی سی ہرگز نہیں ہوجاتی جیسے کہ مختلف مکاتب کے مفتیانِ کرام کے فتاویٰ بھی ہماری کتب میں بیان ہوئے! اور مشاہدات کا خلاف ہونے پر وہ مردود کہی گئیں چاہے کوئی بھی ڈگری ہو اور یہی اصول قیامت تک رہے گا کیونکہ نصوص سے اصل تو ان اوقات کی علامات کے مشاہدات پر منتج فاصلہ ہی ہے جیسے کہ ہم نے اپنی کتب میں ان کی اس حیثیت کو فقہ ومفتیانِ کرام کے فتاویٰ کی روشنی میں اوجاگر بھی کردیا ہے۔

(۷) ہم نے اپنی کتب خاص کر اردو کتاب ''برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت'' میں مفتیانِ کرام کے فتاویٰ کے حوالہ سے جو تحریرات قارئین کے سامنے رکھی ہیں ان کے متعلق ص ۱۰ پر مقدّمہ کے اختتام پر بریکیٹ نمبر (۲) کے ماتحت صاف لکھدیا ہے کہ ''فتاویٰ کی عبارات بعینہ مفتی

حضرات کی ہیں‘‘ اور واقعی بات یہی ہے لہٰذا ’’صاحبِ تحریر کے منشاء کے خلاف حوالہ میں‘‘ مِس کوٹیشن (وکتر بیونت) کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور قارئین کی طرف سے جب اِن عبارات کو گہری نظر اور غیر جانبدارانہ کھلے ذہن سے دیکھا جائیگا تو ’’صاحبِ تحریر کیا کہنا چاہتا ہے‘‘ اور اسے نقل کرنے والے نے ’’کیا سمجھا‘‘ ضرور سامنے ہوگا تب مِس انڈر اِسٹوڈ (وعدمِ فہم) کا سوال بھی کسی کے ذہن میں نہیں آ سکتا۔

(۸) یہ مسائل یقیناً عوام میں افواہیں پھیلا کر اچھالنے کے حامل نہیں کہ اس سے دین، دینی مسائل اور علمائے دین کے وقار کا مسئلہ وابستہ ہے نیز علماء پر یہ بات واضح بھی ہے کہ یہ اختلافات نئے بھی نہیں اور جہاں احتیاط کی بات ہے تو احتیاط اپنی جگہ بری چیز نہیں کہ ’’ایک شخص سحری جلد بند کردے اور فجر کی نماز دیر سے پڑھے‘‘ مگر جب اجتماعی طور پر غور کیا جائیگا تو مسئلہ کا یہ حل عام البلویٰ کے خلاف ہے کہ کیا لوگ جلد سحری بند کر کے فجر کے لئے دوبارہ سو کر اُٹھیں! یا پھر لوگ اسی سحری کے اختتام پر بے وقت فجر پڑھ کر سو جائے! سوچنے کا مقام ہے! تو اجتماعی مسائل میں احوط پر عمل کو فرضیت وقطعیّت کا درجہ دیا جانا حدودِ دینیہ میں شرعاً سہولتوں کے اختیار کرنے کے بجائے عوام کو تکلفات میں مبتلاء کرنا ہے جبکہ لفظِ ’’احوط‘‘ اپنے مدِ مقابل کے جواز ہی کی وضاحت کو لئے ہوئے ہے نہ یہ کہ اس جائز کو ناجائز بتلانے کے لئے! نیز فجر وسحری کے درمیان تفریقِ وقت اور جواز کی حامل ’’احوط وغیر احوط کی بحث‘‘ اور اسی پر عمل کرنے میں فرضیت کی ادائے گی کے صحیح ہونے نہ ہونے کی حد مقرّر کر لیجائے تو پھر اسلاف کے عمل کو کیا کہا جاے گا! بلکہ جب ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (جن کا عمل امت کے لئے نمونہ ودلیل ہے) کے عمل کو دیکھتے ہیں کہ اس حوالہ سے کیا تھا تو اہلِ علم علماء یقیناً صحابہؓ کرام کے مابین احوط وغیر احوط کے اس اختلاف سے بے خبر نہیں کہ ’’بعض صحابہؓ کا فجر کی نماز با جماعت کے بعد بھی سحری کا کھانا کھاتے رہنے کا واقعہ‘‘ احادیث میں موجود ہے جو فجر کی روشنی کے **تبیّن** کی ’’عینی‘‘ **تعیین** پر سحری کے اختتام میں اختلاف ہی پر مبنی تھا!

(۹) جیسے کہ ہم بارہا ذکر کر چکے کہ فلکیاتی علوم مابعد اسلام کے نہیں بلکہ یہ ماقبل اسلام و نبی مسیح علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام سے بھی پہلے سیجاری ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہیں کہ اس کی ابتداء حضرت آدم وحواء علیہما السلام کے دنیا میں آتے ہی شروع ہوگئی تھی جس کا اظہار ہمیں آپؑ کے دو بیٹوں میں جھگڑے اور ایک کے دوسرے کو قتل کر دینے اور مقتول کی نعش کے بگاڑ و تدفین کے حوالہ سے قاتل کی پریشانی اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کوّے کو مردہ کوّا مٹی میں چھپاتے دِکھا کر سکھلایا کہ تو بھی گڑھا بنا اور بھائی کی نعش کو دبادے تاکہ اس کی تدفین کے ساتھ دوسرے نقصانات سے بھی بچاؤ ہو! نیز یہ علم اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیغمبر حضرت ادریس علیہ السلام پر نازل کیا تھا اگرچہ اس پر کوئی واضح ثبوت ونصوص موجود نہیں اسی وجہ سے علمائے دین وحضرت تھانویؒ نے اس روایت کو اہمیت نہیں دی ہے۔

حالیہ ایک کاوش؛

اس وقت ہمارے سامنے ایک بریلوی عالم ممدوح کی ایک تحریر ۲۰ صفحات پر مشتمل بنام ’’روزہ اور نمازِ فجر کے وقت کی ابتداء‘‘ موجود ہے جس میں موصوف نے کاوش کر کے ۱۸ زیرافق پران نمازوں کے اوقات ہونے کو کئی حوالہ جاتی دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، موصوف کا اندازِ بیان یقیناً قابلِ داد ہے کہ اس سے قبل کی ایک تحریر سنجیدگی ومطانت سے پرے محض مفروضات اور نفسیات کی سوچ کے مرہون بنا کر ’’بے تکے الزامات، بہتان تراشیاں، جھوٹ، کتر بیونت اور حوالہ جات کو غیر منطبق پر چسپاں کرتے ہوئے علمائے دین کی شان کے برخلاف عیوب سے مزیّن کی گئی تھیں جس سے سنجیدہ علماء کے طبقہ کے سر شرم سے جھک گئے کہ ایسا انداز حقیقی عالمِ دین ہرگز اختیار نہیں کرسکتا کیونکہ یہ اپنے موضوع کو ’’حدود وادب وشرع‘‘ میں رہ کر بجائے مفروضات کے مثبت حقائق سے بات کرتا ہے! ایسے ہی

کبھی کبھار اخباری بیانات کی جھلک بھی اسی قسم کی حامل ہوتی رہتی ہیں جو خصوصاً طبقۂ علماء کے وقار اور سنجیدگی کے خلاف ہے، پھر یہ مسائل سنجیدگی کے بجائے اشتہار بازی کے حامل نہیں، پھر عوام الناس کے جذبات یقیناً ان باتوں سے انگیختہ ضرور ہوتے ہیں مگر ان بیچاروں کو ایسے مسائل میں الجھانا یہ اس کا حل نہیں اور ویسے بھی یہ ذمہ داری علماء کی ہے کیونکہ مسائل کی تہہ میں جانا اور نصوص وفقہ کو سمجھنا یہ علمائے دین ہی کا کام ہے درانحالیکہ عوام تو کیا بعض علماء تک بھی ان مسائل کو سمجھنے سمجھانے کی دسترس سے معذور ہوں۔ بہرحال اس کتابچہ میں ذکر کردہ حوالہ جات کا جہاں تک تعلق ہے انہیں اختصاراً ہم نے اپنی کتب میں بھی ضمناً بیان کیا ہے البتہ موصوف نے کافی سارے حوالے جمع کر کے مدّعیٰ کو بیان کرنے کی اپنے طور ایک مخلصانہ کوشش کی ہے۔

ہمارا تجزیہ: ذیل میں مذکورہ کتابچہ کے حوالوں پر ہمارا تجزیہ جہاں قارئین کی نظر ہے وہیں موصوف کی تحریر میں ایک حوالہ جو ڈاکٹر خالد شوکت صاحب کے حوالہ سے ہے اس پر بھی آگے بات کی جائے گی، نیز ایک اور حوالہ جو مولانا شوکت علی صوابی حفظہ اللہ کا ہمیں ملا ہے جس میں ۱۸ درجہ زیرِ افق کے مطابق صبح صادق کے اوقات کے خلاف سیر حاصل بحث کی گئی ہے جو ''احسن الفتاویٰ'' کے بعد اردو تحریرات میں شاید پہلی کاوش کہی جاسکتی ہے۔

بہرحال جہاں تک موصوف بریلوی عالم کے بیان کردہ حوالہ جات کی نسبت کا تعلّق ہے ان کا انکار نہیں البتہ جہاں ان پر عمل کا تعلق ہے ہمارے اسی جاری مضمون سے نیز ہماری کتب سے بھی قارئین کے سامنے وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے کہ **نہ صرف دیوبندی مفتیانِ کرام بلکہ بریلوی مفتیانِ کرام بشمول فاضل بریلی** ''اصولاً'' حساب کے بجائے مشاہدہ ہی کو ترجیح دیرہے ہیں جس کی بھرپور تائید خود فاضل بریلی کے اپنے فتاویٰ میں بھی موجود ہے **جس کا مطلب یہی ہے کہ مشاہدہ سے اگر ۱۸ ڈگری والا قول بھی غلط ٹھہرتا ہے تو بے شک ہوسکتا ہے! خاص کر جب غیر معتدل علاقئہ یورپ کے برطانیہ میں مشاھدہئہ وقت کی بات ہو تو یقیناً یہاں پر معتدل علاقوں کے بہ نسبت فرق ہونے کا بہت قوی امکان ہے اور ماہرین بھی اس بے تکے فرق کے قائل ہیں۔لہذا ہمارے مشاہداتی ''اوقات فاصلے'' اِن ڈگریوں کے مقابل مختلف ہیں تو یہ فاضلِ بریلی کے فتاویٰ کی روسے بھی بالکل صحیح وشرعی ہیں اور ڈگری اوقات غلط!** (چاہے وہ کوئی سی بھی مخصوص ڈگری ہو)؛ فاضل بریلی کا یہ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں؛

آپ فرماتے ہیں ؛ (پانچوں نمازوں کے اوقات کے) **ادراک کا مدار رویت پر** (یعنی) **مشاہدہ پر ہے** ۔ان میں کوئی ایسا نہیں **جو بغیر مشاہدہ** ''مجرّد'' کسی حساب یا قانونِ عقلی سے ''مدرک'' ہوجاتا (ہو!)۔

''**رویت ومشاہدہ** اِن سب کے ادراک کا ''سببِ کافی'' ہے **اور یہی** اس شریعتِ عامہ تامہ شاملہ کاملہ کے لائقِ شان تھا کہ تمام جہان کے لئے اُتری **اور اُن میں اکثر وہ ہیں کہ دقائقِ محاسبات ہیئات وزیج کی تکلیف انہیں نہیں دی جاسکتی** ،انا امة امية لانكتب ولانحسب (ابی داؤد)۔۔۔پھر آگے چل کر فرمایا ''**صبحِ کاذب کے وقت انحطاطِ شمس میں** (**اہلِ فن**) **مختلف ہوئے ،کسی نے سترہ درجہ کہا کسی نے اٹھارہ، کسی نے انیس بتائے ۔اور مشہور اٹھارہ ہے** ،**اور اسی پر شرحِ چغمنی نے مشی کی ،اور صبح صادق کے لئے بعض نے پندرہ درجہ بتائے ہیں** ۔۔۔۔۔۔۔،حالانکہ ''یہ سب ہوسات'' **بے معنیٰ ہیں** ، شرع مطہر نے اس باب میں کچھ ارشاد فرمایا ہی نہیں اس نے تو صبح کی صورتیں تعلیم فرمائی ہیں **کہ صبح کاذب شرقاً غرباً مستطیل ہوتی ہے اور صبح صادق جنوباً شمالاً مستطیر** ،اور ہم اوپر کہہ آئے کہ ''مقدارِ انحطاط جاننے کی طرف کسی ''برہانِ عقلی کو راہ نہیں''،صرف مدار **رویت**'' (مشاہدہ) **پر ہے** اور ''**رویت شاہد عدل**'' ہے کہ صبحِ کاذب

کے وقت ۱۷یا۱۸یا۱۹ درجے اور صبح صادق کے وقت ۱۵ درجے انحطاط ہونا **اور** " صادق وکاذب میں صرف تین درجے کا تفاوت ہونا" **سب محض باطل ھے** ۔۔۔(آگے چلتے ہوئے آخر میں) آپ نے فرمایا: ۔۔۔۔**یھاں جوقاعدہ ھوگا** رویئت **ھی سے مستفاد ھوگا** کہ شرع وعقل دونوں (کوئی خاص قاعدہ درجہ، ڈگری بیان کرنے سے۔ ی م) ساکت ہیں تولا جرم **جوقاعدہ ، رویئت یااس کے دِئے ھوئے (شرعی) قوانین** (یعنی مشاہدہ سے منتج فاصلہ وقت۔ ی م) **کی مخالفت کرے** (تو)، خود (اس کا) باطل ہونا لازم ،**کہ فرع جب** تکذیبِ اصل **کرے تو** فرع (یعنی مخصوص ڈگری) باقرارِ خود کاذب ہے **کہ اس** (مشاہدہ) **پر مبتنیٰ تھا** ،جب مبنیٰ (مشاہدہ سے) باطل (ہوا تو) یہ (یعنی مخصوص ڈگری اوراس کا وقت بھی) خود باطل ،۔۔۔۔

آگے فرمایا: **یہ قاعدہ** " کہ صبح رات کا "ساتواں حصہ" ہوتی ہے **اُنھی قواعدِ باطلہ فاسدہ سے ھے کہ** "رویت" وقوانینِ **عطیئہ رویت** ،بالاتفاق اس کے بطلان پر شاہد ہیں ۔ اھ واللہ تعالی اعلم

فاضل بریلی کے مذکورہ فتاویٰ کے بعد آپ کا ذیل کا حوالہ بھی ملاحظہ فرمالیں تا کہ معلوم ہو کہ "فاضل بریلی نے اس میں مروّجہ طریقہ وتجربہ تو بیان کر دیا مگر اصل اصول، "شرعی ونصی حقیقت" اوپر کے فتاوی میں آپ نے کھل کر بیان کردی کہ شرعی اصول مذکورہ فتاویٰ میں جو بیان ہوا وہ ہے، ملاحظ فرمائیں؛(**فاضل بریلی مولانا احمدرضاخان اپنے فتاویٰ رضویہ میں معتدل علاقہ ھند میں** (صبحِ کاذب کے لئے اپنا تجربہ ۳۳اور) **صبح صادق کے لئے 18ڈگری زیرِافق کے قائل رھے** جیسے کہ ہماری کتاب "فلکیات وشرعی ثبوتِ ہلال" ایڈیشن رجب ۱۴۳۰ھ کے ص ۹۲ پر بھی فاضل بریلی کا یہ حوالہ موجود ہے)، گویا فاضل بریلی نے ۱۸درجہ زیرِ افق کے اپنے اس قول کو پیچھے ذکر کردہ خود اپنے ہی فتاویٰ سے اصولاً رد فرما کر مشاہدہ کو اوّلیت دی اور اُسی اصول کے مدِ نظر برِ صغیر ہندوپاک کے بریلی دارالافتاء والوں نے بھی مشاہدہ ہی کو ترجیح دی!

بہرحال فاضل بریلی کے پچھلے اصولی فتوے سے دو باتیں واضح طور پر ثابت ہوئیں (1) درجات وڈگری کا مدار وبنیاد "مشاہدہ" ہے جب ڈگری کا وقت مشاہدہ کے خلاف ہوا تو چونکہ ڈگری وقت کی بنیاد "مشاہدہ والا وقت وفاصلہ ہے" اس لئے ڈگری والا وقت باطل ہے (2) نیز رات کے ساتویں حصّہ کو بھی مدارِ وقت بنانا باطل ہے کیونکہ سبع اللیل کا بطلان "مشاہدہ اوراس سے منتج فاصلئہ وقت سے ہی ثابت ہوگیا اھ

قارئین کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ اس مضمون میں چونکہ ہمارا مطمحِ نظر "مشاہدات کے وقت" کی شرعی حیثیت کو ثابت کرنا ہے جس کے لئے رات کے ساتویں حصّہ کی بحث سے ہمارے موضوع کا کوئی جوڑ نہیں اس لئے اس بحث سے مسلک علماء کے اقوال اوران پر تحقیق کے بیان سے پہلوتہی کرتے ہوئے صرف اس بات پر ہم اکتفاء کرتے ہیں کہ "ہم مشاہدات کو اپنے موقف کی تائید میں مضبوط دلیل کے طور پر اوجاگر کریں، لہٰذا جن راتوں کے حوالہ سے سبع اللیل والی بات واوقات کا کہا جاتا ہے ان راتوں میں بھی مشاہدہ کا ہونا اس مفروضہ ہی کو رد کردیتا ہے (اور جس کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ ان راتوں میں اوقات معدوم ہیں حالانکہ ایسا نہیں)، کیونکہ مشاہدات سے یہ مفروضات اوران پر مبنی" طریقے، بشمول سبع اللیل" سب باطل ہو چکے (دیکھئے ہماری کتب)۔

اخیری دوباتیں؛موصوف مولانا نے ۱۸ازیرافق کوثابت کرتے ہوئے ڈاکٹر خالدشوکت صاحب کاایک ای میل کاحوالہ بھی یہ لکھتے ہوئے دلیلاً پیش کیاہے کہ’’ ماہرِ فلکیات ڈاکٹر خالدشوکت صاحب نے سیدشبیراحمد صاحب کا کاخیل کے مشاہدات کی تصدیق کی ہے‘‘ ذیل میں وہ حوالہ یہ ہے۔جس میں کا کاخیل صاحب کےای میل کے جواب میں ڈاکٹر خالدشوکت صاحب لکھتے ہیں؛

Yes,I read your email carefully and it showes exectly the same scnario that I have found both for Subhe Sadiq and disappearance of red Shafaq.For Subhe Sadiq my findings are similar to yours and for Isha (disappearance of red Shafaq between 12.5 and 16.5 degree) If you see my culculation for Islamabad for example,it should effect the same (more or less,but very close)

From shaukat@moonsighting.com to sshabbir@yahoo.com wednesday 25 July 2007,18:17:16

مذکورہ ای میل حوالہ کے ضمن میں عرض ہے کہ جیسے ہم پیچھے ذکر کر چکے کہ’’ہمیں ہمارے مشاہدات کے حوالہ سے ان کے مروّجہ ڈگریوں میں سے کسی خاص ڈگری پر ہونے نہ ہونے کے حوالہ سے عرصہ تک کوئی معلومات نہیں تھی اور نہ ہی ایسی کسی ضرورت کومحسوسکیا گیااور نہ ہی اسے معلوم کرنے کی شرعاًضرورت تھی!مگر بعد میں کسی صاحب نے عرصہ بعد ہمیں بتایا نیز ڈاکٹر خالدشوکت صاحب والی تحریرسے معلوم ہواکہ یہ مشاہدات درجات کے مدِنظر’’ساڑھے بارہ درجات سے ساڑھے سولہ درجات کے درمیان ہے‘‘اوراسی کے مثل اوپر والی تحریر کی بریکیٹ میں بھی(disappearance of red Shafaq between 12.5 and 16.5 degree) شفقِ احمر کی غیبوبت کے حوالہ سے یہی عبارت مذکور ہے۔

موصوف ڈاکٹر صاحب کی طرف سے یہ لکھنا کہ؛.it showes exectly the same scnario that I have found‘‘اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید کا کاخیل صاحب نے کسی خاص درجہ پروقت کی تردید میں’’ظاہر ہونے والے صبح کے لئے مشاہدہ یا صبح کے متعلق غلط ثابت ہونے والے اختلاف‘‘ لکھا ہوگا تو ڈاکٹر صاحب نے’’اس قسم کے اختلاف کی‘‘ تائدکرتے ہوئے اپنی تحقیق سے نہ صرف صبح بلکہ عشاء کی شفقِ احمر کے ایسے ہی ثابت ہونے والے اختلافی نوٹ وتحقیق کو جواباًمذکورہ طور پرلکھا۔بہرحال جب تک جانبین سے صاف الفاظ میں بیان کردہ کسی تحریر کودیکھانہیں جاتا اس تحریر سے یہ ثابت کرنا کہ’’اس میں ۱۸درجہ پرصبح صادق کی تائید کی گئی ہے سمجھ سے بالاتر ہے‘‘البتہ ڈاکٹر صاحب کا اپنی ویب سائٹ پر بجائے برطانیہ ویورپ کے معتدل علاقوں میں مخصوص درجات کی تائید کا بیان ضرورہے مگر یہاں اس انگلش تحریر میں کا کاخیل صاحب کے مشاہدات پر نتیجۃً ۱۸ڈگری پر صبح صادق ہونے کا کہیں ذکر نہیں اورڈاکٹر صاحب کی ذیل کی تحریر سے جومعلوم ہورہا ہے وہ اسلام آباد کے لئے ڈاکٹر صاحب نے جوکلکولیشن کیاہے وہ کا کاخیل صاحب کی طرف سے جولکھا گیااس کے مثل کم وبیش،زیادہ قریب ہونے ہی کو بتلایا گیا ہے مگراس سے خاص ۱۸ڈگری کی کھلی تائید کا پتہ نہیں چلتا نیز ہماری اس بات کی تائیدڈاکٹر صاحب کی ویب سائٹ کے Prayer صفحہ کی ذیلی تحریر سے بھی ثابت ہورہی ہے،ملاحظہ ہو؛

Observations of Subh-Sadiq and disappearance of Shafaq at various locations on earth have confirmed that **it is not right** to calculate Fajr & Isha, assuming any fixed degree (whether 18° or 15°) or any fixed minutes (like 90 minutes or 75 minutes).

اس تحریر میں ڈاکٹر صاحب نے صاف لکھا ہے کہ ''دنیا میں مختلف جگہوں کے مشاہدات سے ثابت ہو چکا کہ فجر اور عشاء کے اوقات کو کسی خاص ڈگری پر سمجھتے ہوئے (چاہے وہ ۱۸ ڈگری ہو یا ۱۵ ڈگری) یا منٹوں میں کوئی خاص وقت طے کرنا (مثلاً سورج کے طلوع سے پہلے یا غروب کے بعد ۹۰ منٹ یا ۷۵ منٹ کا فاصلہ مقرر کرنا'') **یہ صحیح نہیں ھے** اھ۔

آخری بات: اب مولانا صاحب موصوف کی طرف سے پاکستان میں ۱۸ ڈگری کی جو تائید کی گئی اس کے ضمن میں مزید ملاحظہ ہو؛

یہ بات موصوف سمیت بہت سے حضرات کو معلوم ہے کہ ہم نے اپنی کتاب ''برطانیہ میں عشاء کا صحیح وقت۔ از ی م'' میں پاکستان کے حوالہ سے ''مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستانؒ، مفتی رشید احمد لدھیانویؒ، اور پروفیسر عبداللطیف صاحب سلمہ'' کے مشاہدات اور اس پر تفصیلی بحث احسن الفتاویٰ سے ذکر کر دی ہے جسے دوبارہ یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں البتہ مختصراً یہ کہ ''ان مشاہدات سے نہ صرف ۱۸ ڈگری پر صبح صادق کے شروع ہونے اور بعد غروب آفتاب شفقِ ابیض کے اختتام کا (بلکہ ہمیشہ کسی بھی مخصوص ڈگری پر ان کے ہونیکا) غلط ہونا ثابت ہوا ہے جیسے کہ اسے ہماری مذکورہ کتاب میں واضح کر دیا گیا ہے اسے وہیں دیکھیں، البتہ یہ نئی تحقیق بھی دیکھیں:۔

مولانا شوکت علی صوابی حفظہ اللہ۔ موصوف مولانا شوکت علی صوابی کے مضامین اور کتب ہماری ویب سائٹ پر موجود ہیں، مثلاً: (۱) کشف السّتر عن اوقات العشاء و الفجر '' ہے جو ۱۱۶ صفحات پر مشتمل ہے (۲) دوسرا مضمون ''مسلکِ جمھور'' کے نام سے ہے جو ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے، اور بھی ہیں جنہیں ضرور پڑھیں۔

ہمارے نزدیک ان مضامین کی خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ یہ مضامین ۱۸ زیر افق کے برخلاف ۱۵ زیرِ افق کے درجات پر صبح صادق ہونے میں **اصح واقرب بالمشاھدات** ہیں اگر چہ یہ تجزیہ برِ صغیر و معتدل علاقوں کے ضمن میں ہے مگر برطانیہ وقطبِ شمالی کے قریبی علاقوں کی عشاء وفجر کے اوقات کے لئے یہ نہ تو مفید ہے اور نہ ہی قطعی ویقینی! بلکہ ہمارے برطانوی مشاہدات سے تو ثابت ہوا کہ نہ صرف یہ دونوں درجات زیرِ افق بلکہ ان اوقات کے لئے کسی بھی مخصوص ڈگری زیرِ افق کی تعیین نہ صرف غلط بلکہ ماہرین کے نزدیک بھی باطل ہے، البتہ جس خاص بات کے یہ مضامین حامل ہیں وہ یہ ہے کہ مولانا شوکت علی صاحب نے نہ صرف پروفیسر عبد اللطیف صاحب بلکہ اور دوسرے ۱۸ زیرِ افق کے قائلین (خصوصاً محترم **شبیر احمد کاکاخیل**) و ہر کسی کی تحقیق و تحریر کے مدِ مقابل ۱۸ کی تردید میں نہ صرف پرانے بلکہ مزید نئے حوالہ جات خاص کر ''ماہرینِ فن کی تحریرات سے اپنے مصدوق کے مقابل ۱۵ ڈگری کا ردفرما کر پرانے حوالہ جات سے اور خاص کر بیرونی کے حوالوں میں جو کتر بیونت یا اسے سمجھنے کی غلطیاں کی گئیں، انہیں خوب واضح اور عام فہم زبان میں بیان کر دیا ہے اور ہمارے نزدیک اب تک احسن الفتاویٰ میں حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کا اس ضمن میں جو تحقیقی مقالہ ورسالہ ہے اور جسے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ہم نے اپنی کتاب میں سفارش بھی کی ہے کہ اسے انہماک سے پڑھا جائے، یقین مانئے موصوف مذکور کے یہ

مضامین اس سے اگر زیادہ نہیں تو اس سے کم بھی نہیں ۔ہم اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں سے گذارش کریں گے کہ وہ ان مضامین کو اپنے مطالعہ میں رکھیں ۔یقیناً اس سے مزید ہمارے پاس الفاظ نہیں جو مولانا شوکت علی کی اس کاوش کو خراجِ تحسین پیش کیجائے خاص کر موصوف نے اپنے نظریہ وتحقیق کو مدِ مقابل کے سامنے نہایت ہی مہذب ومئودبانہ انداز میں پیش کیا ہے اس لئے ہم اپنے مذکورہ تجزیہ کے زیرِ نظر ۱۸ درجہ کی تائد والی مولانا موصوف کی جس تحریر پر روشنی ڈالتے چلے آئے ہیں ان سے بھی التماس کریں گے کہ وہ بھی اسے دیکھ لیں ۔(صبح صادق کے حوالہ سے ذیل میں مزید ملاحظہ فرمائیں)

سحری اور فجر کاوقت ،احوط واوسع والی بحث؛

فقہاء ومفتیانِ کرام نے سحری کے اختتام اور فجر کی نماز کی ابتداءئی وقت کے حوالہ سے سیر حاسل بحث کی ہے اور احادیث میں ''تبیّنِ فجر '' کے ضمن میں صحابہ کرام کے اقوال واعمال موجود ہیں کہ؛'' **وہ جس روشنی سے گھروں کی چھت اور راستے دکھائی دیتے تھے اسے ''تبیّنِ فجر کی روشنی'' مانتے تھے۔**

حضرت مولانا یوسف بالنّوری ''تبیینِ فجر کے متعلق اِرشاد فرماتے ہیں کہ؛ فتاویٰ ہندیہ (عالم گیری) میں ہے کہ روزہ دار کو صبح کے پھیلنے تک کھانا جائز ہے اور شمس الائمہ حلوانیؒ بھی اِسی کے قائل ہیں البتہ وہ اوّلِ فجر میں نہ کھانے کو تو اَحوط سمجھتے ہیں اور اُس کے پھیلنے تلکھانے کو اوسع جانتے ہیں ،اور **اکثر علماء اوسع والے قول کا کھتے ھیں** یعنی صبح کے پھیلنے تک روزہ میں کھاپی سکتے ہیں (معارف السنن ج۵ص۳۲۳)

حضرت مفتی محمّد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں ؛بعض صحابہ کرامؓ کے اَیسے واقعات بعض کہنے والوں نے اِس طرح بیان کیا کہ سحری کھاتے ہوئے صبح ہوگئی اور وہ بے پروائی سے کھاتے رہے، یہ اِسی پر مبنیٰ تھا کہ صبح کا یقین نہیں ہوا تھا اِس لئے کہنے والوں کی جلد بازی سے متاثّر نہیں ہوئے .(معارف القرآن جلد اوّل ص۴۵۴)

معلوم ہوا کہ روزہ میں کھانا پینا بندھ کرنا کسی ڈگری پر منحصر نہیں بلکہ **تبیّنِ فجر** کے **مشاہدہ** کے مطابق اور ایسے وقت پر منحصر ہے اور صحابہؓ کے ایسے واقعات سے یہی ثابت ہوا کہ صحابہؓ کے درمیان بھی یہ اختلاف ہوا کہ'' دوسرے صحابہؓ کی نظر میں فجر ہوجانے کے بعد بھی دیگر صحابہؓ سحری کھاتے پیتے رہے۔نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ علماء نے جن جن ڈگریوں پر اپنے طور اطمینان کا اظہار کیا مگر دنیا کے دیگر تجربات ومشاہدات کی طرح یہاں برطانیہ جیسے غیر معتدل موسم والے علاقے کے مشاہدات کے مطابق فجر وعشاء کے اوقات میں واضح فرق ثابت ہوا تو یہ صحابہ کرامؓ کی مذکورہ مثالی تائید میں مزید اضافہ ہوا اور نتیجہ یہی نکلا کہ'' اجتماعی طور پر مسلمانوں کو احوط واوسع کے نام پر ۱۵ پر امساک اور ۱۸ پر فجر کے اوقات کی ذہن نشینی ،مشاہدات میں شکوک وشبہات اور ان میں بحث ومباحثہ کا لامتناہی طریقہ اسے ''بنی اسرائیل کی گائے'' کی طرح معمّہ بنانے کے مترادف ہے ہاں انفرادی طور پر اگر کوئی سحری جلد بندھ کردے تو اسے کون روکتا ہے!

حضرت مولانا مفتی محمّد فرید صاحب حفظه الله (دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ کھٹک پاکستان) نے ہمارے سوال کے جواب میں فرمایا کہ'' یہاں (پاکستان میں) بھی اندازہ مشاہدہ کے خلاف ہے .(اس لئے) درجات کو بالائے طاق رکھو'' اھ۔معلوم ہوا کہ ڈگریوں

کے حساب سے اِن اوقات کو ترتیب دینے سے غلطی ہونے کا احتمال ہے اسی لئے آپ مدّ ظلّہ بھی درجات کو بالائے طاق رکھ کر مشاہدہ کے اوقات پر عمل کرنے کا فرما رہے ہیں۔

ایک صاحب نے **مولانا سعید احمد پالنپوری حفظہ اللہ** کا فتویٰ نقل کیا ہے، اِس فتوے سے بھی ہمارے مشاہدے اور صبحِ صادق کے تبیّن کی تائید ہی ہوتی ہے جیسے کہ اوپر ذکر کردہ معارف السّنن کی عبارت بھی مئویّد ہے،

مفتی سعید صاحب فرماتے ہیں کہ ''روزوں کی ابتداءِ فجرِ حقیقی سے کرنا احوط اور تبیّنِ فجر سے اوسع ہے'' (اِسی لئے آپ ''انتشارِ صبح'' والا قول اختیار کرنے کو فرما رہے ہیں اور) ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ ''**ہر مسلمان ہر جگہ ہر وقت فلکی حساب سے استفادہ نہیں کرسکتا**'' (اِسی وجہ سے **شریعت میں کسی حکم کا مدار فلکی حسابات پر نہیں رکھا گیا بلکہ عام ''مشاہدہ'' پر رکھا گیا ھے**. مثلاً اوقاتِ صلوٰۃ، رمضان وعیدین کا تعیُّن، رؤیتِ ہلال حج وغیرہ ی م) آپ مزید فرماتے ہیں کہ ''**صبحِ صادق کی تعیین میں روزوں کا مبداء** (سحری کا اختتام وفجر کی ابتداء) **متعین کرنے میں علمائے فلکیات سے مشورہ نہیں لینگے** بلکہ ''**مآخذ شرع**'' (قرآن وسنت) سے **استفادہ کرینگے اور** ''**اصولِ موضوعہ**'' (قرآن وسنت اور اس پر مبنی فقہی اصول۔ ی م) **کی روشنی میں فیصلہ کرینگے**'' اھ۔

بہر حال فتاویٰ عالم گیری، حضرت مولانا یوسف بالنوریؒ، مفتی محمّد شفیع صاحبؒ اور مفتی سعید صاحب پالن پوری کے مذکورہ حوالہ جات ووضاحت سے معلوم ہوا کہ ''روزوں کی ابتداء تبیّنِ فجر'' سے ہے.

فقط مولوی یعقوب احمد مفتاحی